© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گیارھویں قسط

عربی لٹریچر میں قدیم ہندوستان

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب

مغربی ساحل کے شہر

فندرینہ[1]

ادریسی[2] (تیرھویں صدی کا ربع اوّل)

تھانہ (تھانہ) سے فندرینہ تک ساحلی راستہ کا فاصلہ چار مرحلے[3] ہے۔ فندرینہ ایک خلیج کے دہانہ پر واقع ہے جو مالابار (ملیبار) کی طرف سے آتی ہے، یہاں جزائر ہند و سندھ کے جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں، باشندے مالدار ہیں، بازار بارونق اور سامان سے بھرپور، تجارت نفع بخش ہے، فندرینہ کے شمال میں ایک بڑا اور اونچا پہاڑ ہے، یہاں بکثرت درخت، آباد بستیاں اور مویشی پائے جاتے ہیں، اس[4] پہاڑ کے آس پاس الائچی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں کو برآمد کی جاتی ہے، الائچی کا پودا بھنگ کے پودے کی طرح ہوتا ہے، الائچی کی بونڈیاں ہوتی ہیں جن میں دانے بھرے

---

[1] اہل تحقیق کی رائے کہ فندرینہ تپلاند Patalayini کا تعریب ہے جو مالابار ساحل (کیرالا) کا ایک شہر تھا اور اب بھی ہے۔ ابن بطوطہ چودھویں صدی میں یہاں سے گزرا تھا اور اس نے بھی اس کو فندرینہ قلمبند کیا ہے۔ دیکھو ہوبسن جوبسن (ہندیوالا منشی)

[2] نزہۃ المشتاق قلمی ۱/۱۲۴ ۔ [3] ادریسی نے حسب عادت یہاں بھی غلط فاصلہ دیا ہے، تھانہ سے فندرینہ کی مسافت ساڑھے چار سو میل سے زائد ہے اس کے مقابلہ میں چار مرحلے زیادہ سے زیادہ سوا سو میل کے بقدر ہوتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Quilon.

کیولان (ملی)

ابن خُردادبہ[۱] (نویں صدی کا ربع ثانی)

سنان سے (براہ سمندر) کیولان (ملی) پانچ دن کی مسافت ہے، کیولان (ملی) میں سیاہ مرچ اور بانس پیدا ہوتا ہے، باخبر سمندری مسافروں کا بیان ہے کہ سیاہ مرچ کے ہر خوشہ پر ایک پتہ ہوتا ہے جو اس کو بارش سے محفوظ رکھتا ہے اور جب بارش ختم ہو جاتی ہے تو پتہ خوشہ کے اوپر سے ہٹ جاتا ہے اور جب پانی برستا ہے تو پتہ پھر خوشہ کو ڈھک لیتا ہے۔

سلیمان[۲] تاجر (نویں صدی کا ربع ثالث):

.... (عُمان کے بندرگاہ) مسقط سے جہاز ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور کیولان (کوکم ملی) کا رُخ کرتے ہیں، مسقط سے کیولان (کوکم ملی) کا فاصلہ معتدل ہوا میں ایک ماہ ہے۔[۳] کیولان (کوکم ملی) میں حکومت کی طرف سے ٹیکس آفس ہے جہاں چینی جہازوں سے ٹیکس لیا جاتا ہے، یہاں کنوؤں کا میٹھا پانی استعمال ہوتا ہے۔ چینی جہازوں پر پانچسو روپے (ہزار درہم) ٹیکس ہے چھوٹے جہازوں پر اور کشتیوں پر پچاس روپئے (دس دینار) سے پانچ روپئے (ایک دینار) تک ٹیکس لیا جاتا ہے۔

ابودُلف مسعر بن مزاہل (دسویں صدی کا ربع ثانی)

مدوری تپن[۴] (مندر فتین) سے روانہ ہوکر میں کیولان (کولم) پہنچا، یہاں کے باشندوں کا ایک

---

(۱) حاشیہ ۲ و ۵ بقیہ صفحہ گزشتہ) [۶] ڈیلی ہلکلا پہاڑ مراد ہے جو تندریہ سے اٹھارہ میل شمال میں ہے، اس کی بلندی صرف آٹھ سو پچیس فٹ ہے بحوالہ الاصل۔ منقولہ المسالک والممالک ص ۶۲۔ [۱] سلسلۃ التواریخ ۱/۱۶-۱۷۔ [۳] براہ دیبل وتھانہ پندرہ سو میل سے زائد [۴] مندر فتین، مدوری فتن کی تصحیف معلوم ہوتی ہے جو مدوری تپن کی تعریب ہے، راميشورم مُدورا کے پانڈیا راجاؤں کا بڑا بندرگاہ تھا، بیرونی نے ربا قی صحت پس)

© rasailojaraid.com

عبادت خانہ ہے لیکن اس میں کوئی مورتی[1] نہیں ہے۔ کولم میں ساگون اور بقم[2] کے جنگل پائے جاتے ہیں، بقم دو قسم کا ہوتا ہے ایک قامرونی[3] جس کی نظیر نہیں ہوتی، دوسرا کیولانی، جو گھٹیا ہوتا ہے... ساگون کا خوب لمبا اور تناور درخت ہوتا ہے، اور بعض ساگون کے درخت ڈیڑھ سو فٹ (سو ذراع) سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں یہاں بانس (قنا) اور بید (خیزران) بہت ہوتا ہے، تھوڑی مقدار میں گھٹیا درجہ کا سندروس گوند بھی ملتا ہے، چینی سندروس اس سے بہتر ہوتا ہے... یہاں ایک پتھر پایا جاتا ہے سندرفیہ نامی جس کو چھتوں میں لگایا جاتا ہے، گھروں کے ستون مردہ مچھلیوں کے ستون سے بنائے جاتے ہیں، باشندے نہ تو مچھلی کھاتے ہیں نہ جانور ذبح کرتے ہیں لیکن بیشتر شہری مُردہ جانور کا گوشت کھا لیتے ہیں، جب اُن کا راجہ مرجاتا ہے تو وہ دوسرا راجہ جو چین کا دوست ہوتا ہے منتخب کر لیتے ہیں[4]- کیولان (کولم) کے علاوہ ہندوستان میں کہیں طبیب[5] نہیں ہوتے۔ یہاں بادیے اور پیالے بنائے جاتے ہیں جو ہمارے ملکوں

(بقیہ حاشیہ صلہ) قانون مسعودی میں اس بندرگاہ کا وجود متذکرہ بالا مقام پر تسلیم کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ مندوری تن ایک کھاڑی پر واقع تھا اور یہاں سے لنکا کا سفر کیا جاتا تھا۔ مسعودی کی اس عبارت سے بھی مندورقین کی مبینہ جائے وقوع کی تائید ہوتی ہے: وأخبار ملوك العين وملك سهنديب مع ملك مندورقين رهي بلاد مقابلة لجزيرة سهنديب كمقابلة بلاد قمار الجزائر المهراج من الزابج وكل ملك يملك بلاد مندورقين يسمي الفاندي ومروج الذهب مصر ۱/۷۵) بعض نسخوں میں الفاندی بالنون ہے، یہ غالباً الفاندی بالفار کی تصحیف ہے اور الفاندی Pandyas کی تعریب ہے-

[1] قزوینی نے آثار البلاد صلہ پر ابودُلف کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے کیولان میں عبادت خانہ اور مورتی دونوں کی نفی ہوتی ہے۔

[2] بفتح الباء وتشدید القاف، ایک درخت جس کے لال پتوں سے کپڑے رنگے جاتے تھے۔

[3] تام بون۔ جنوب مغربی تھائی لینڈ۔

[4] قزوینی صلہ، جب ان کا راجہ مرجاتا ہے تو وہ چینیوں کے کسی بادشاہ کو اپنا راجہ بنا لیتے ہیں۔

[5] بظاہر یہ تصریح بالکل بے بنیاد ہے، ممکن ہے متن کا لفظ "طب" کسی دوسرے لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔

ے

(فارس و عراق) میں چینی پیالوں کے نام سے بکتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ چینی ہوتے نہیں ہیں۔
چین کی مٹی کیولان (کولم) کی مٹی سے زیادہ سخت ہوتی ہے اور آگ کی گرمی زیادہ دیر تک برداشت کرسکتی ہے۔ کیولان کی مٹی جس سے چینی یا دیئے بنائے جاتے ہیں تین دن تک پکائی جاتی ہے[۵۱]، اس سے زیادہ دیر تک وہ آگ میں نہیں رہ سکتی، لیکن چینی مٹی پندرہ دن تک پکائی جاتی ہے اور وہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک آگ کی متحمل ہوسکتی ہے۔ کیولان کے یادئیے سیاہی مائل .. اور چینی سفید رنگ کے ہوتے ہیں .... کیولان (کولم) سے عمان کو بحری سفر کیا جاتا ہے۔ یہاں راوند (دوا) پائی جاتی ہے لیکن وہ زیادہ موثر نہیں ہوتی، چینی راوند بہتر ہوتی ہے۔ راوند ایک قسم کا گول کدو ہے جو کیولان میں پایا جاتا ہے، اس کے پتے کو ساذج ہندی کہتے ہیں (بہت کم یاب ہے کیونکہ اس سے آنکھوں کی دوا بنتی ہے[۵۲])

کیولان کی طرف مختلف قسم کی عود لکڑی، کافور، لوبان اور قشار[۵۳] منسوب کیا جاتا ہے، درخت عود کا اصلی وطن خط استوا کے عقبی جزیرے ہیں، کوئی شخص کبھی عود کے جنگلوں میں نہیں پہنچا اور نہ کسی کو معلوم ہے کہ اس کا پودا اور درخت کیسا ہوتا ہے اور نہ کسی انسان نے اس کے پتے کی شکل و صورت بیان کی ہے۔ سمندر کا پانی عود کے گٹھروں کو شمال کی طرف بہالاتا ہے، جو عود لکڑی خشک ہونے سے پہلے ساحل سمندر پر آگئے اور اس کو کلہ بار (ملایا کا مغربی ساحل)، قامرون[۵۴]، یا سرزمین مریّ یا صنف[۵۵] یا قماریات[۵۶] یا دوسرے ساحلوں پر اس کو اکٹھا کیا جائے، تو وہ عود لکڑی شمال

[۵۱] متن میں مجر یا قمار المعجمہ ہے جس سے کوئی مناسب مفہوم نہیں نکلتا، اس لیے ہم نے اس کو تصحیح کر کے المعجمہ قرار دے کر ترجمہ کیا ہے۔ [۵۲] اضافہ از آثار البلاد قزوینی ص [illegible]۔ [۵۳] لسان العرب وغیرہ میں یہ لفظ نہیں ملا، غالباً محرف ہے۔ [۵۴] تھائی لینڈ کا ساحلی علاقہ مراد ہے۔ [۵۵] شاید جزیرہ سماترا کی طرف اشارہ ہے۔ [۵۶] بفتح صاد، جنوبی اور جنوب مشرقی تھائی لینڈ (سیام) [۵۷] عرب جغرافیہ نویسوں نے اس نام کے کسی شہر یا سرزمین کا ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ صرف قمار بالفتح نیز بالکسر سے واقف ہیں جو بقول بعض کمبوڈیا اور بقول بعض تھائی لینڈ (سیام) کے مترادف تھا، یہاں شاید جنوب مغربی تھائی لینڈ کا کوہستانی علاقہ مراد ہے۔

© rasailojaraid.com

کی خشک ہوا لگنے پر بھی ہمیشہ تر رہتی ہے اور ایسی عود لکڑی کو قارونی مندلی عود کہتے ہیں اور اگر لکڑی سمندر میں خشک ہو یا خشک ہونے کے بعد سمندر میں آئے تو وہ عود ہندی کہلاتی ہے اور بھاری نیز ٹھوس ہوتی ہے، ایسے عود کی شناخت یہ ہے کہ اس کا برادہ پانی میں ڈالا جائے اور وہ نہ ڈوبے تو اس کے معنی ہیں کہ عود بڑھیا نہیں ہے اور اگر زیادہ ڈوب جائے تو عود بے نظیر ہے جو عود لکڑی اپنی جگہ خشک ہو جائے اور سمندر میں اسکو کاٹا جائے تو وہ عود قماری کہلاتی ہے اور جو لکڑی درخت پر بوسیدہ ہونے کے بعد سمندر میں آئے تو اس کو عود صَنفی کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا بندرگاہوں کے حاکم سمندر یا ساحل سے عود لکڑی جمع کرنے والوں سے دس فیصد ٹیکس لیتے ہیں۔ رہا کافور تو وہ کیولان (کولم) اور مدوری پٹن (منددرقلین) کے درمیان واقع ہونے والے اُن پہاڑوں کے دامن میں پایا جاتا ہے جو سمندر کے کنارہ بلند ہیں، کافور ایک درخت کا گودا ہوتا ہے، جب درخت کے تنہ کو چیرا جاتا ہے تو اس میں چھپا ہوا ملتا ہے، کبھی کافور سیال ہوتا ہے اور کبھی منجمد، منجمد اس لیے کہ وہ ایک قسم کا گوند ہے جو درخت کے گودے میں محفوظ ہوتا ہے۔ کیولان (کولم) میں ہڑ بھی پائی جاتی ہے لیکن کم، کابلی ہڑ اس سے بہتر ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ کابل سمندر سے دور ہے اور وہاں ہڑ کی تمام قسمیں اگتی ہیں، جو ہڑ درخت سے کچی گر جائے[1] اس کا رنگ پیلا ہوتا ہے اور وہ ترش و سرد ہوتی ہے اور جو ہڑ درخت پر پک کر صحیح وقت پر اُترے وہ کابلی کہلاتی ہے اور گرم و شیریں ہوتی ہے اور جو ہڑ جاڑے کے موسم میں درخت پر چھوڑ دی جائے یہاں تک کہ سیاہ پڑ جائے وہ کڑوی حار ہوتی ہے۔ کیولان (کولم) میں گندھک اور تانبے کی کان ہے۔ تانبے کے دھوئیں سے عمدہ قسم کا توتیا بنایا جاتا ہے، تمام قسم کے توتیا تانبے کے دھوئیں سے ہی تیار ہوتے ہیں سوائے مندی توتیا کے جو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، رانگ کے دھوئیں سے بنتا ہے۔ کیولان (کولم) اور مدوری پٹن (منددرقلین) میں بارش کا پانی استعمال ہوتا ہے جس کو تالابوں

---

[1] متن میں ہے۔ وکل شجرۃ تمانترحیۃ الریح فجاء علی نفیھم، ہماری رائے میں فجاءۃ علی فجارۃ غیر کی تصحیف ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یں جمع کرلیا جاتا ہے کیولان میں گول کدو کے علاوہ جس سے راوند نامی دوا بنتی ہے کسی چیز کی کاشت نہیں ہوتی، یہ کدو جھاڑی اور کانٹوں میں پیدا ہوتا ہے، خربوزہ ہوتا ہے لیکن بے حد کم۔ یہاں قنبیل[1] نامی خاک آسمان سے گرتی ہے، اس کو گوبر میں ملایا جاتا ہے، عربی قنبیل اس سے بہتر ہوتی ہے۔

مدوری تپن (مندورقین)[2]

ابودلف مسعر بن مہلہل[3] (دسویں صدی کا ربع ثانی):

کابل سے میں نے ہندوستان کے مشرقی ساحل کے شہروں کا رخ کیا اور مدوری تپن (مندورقین) نامی شہر پہنچا، یہاں بانس اور صندل کے بہت سے جنگل پائے جاتے ہیں، یہاں سے طباشیر (طباشیر) برآمد کیا جاتا ہے، جب بانس خشک ہوجاتا ہے اور ہوا چلتی ہے تو بانس ایک دوسرے سے رگڑتے ہیں اور رگڑ کی گرمی سے ان میں آگ لگ جاتی ہے اور بعض اوقات یہ آگ لگ بھگ ایک سو پچاس میل (پچاس فرسخ) یا اس سے بھی زیادہ دور تک پھیلتی چلی جاتی ہے، وہ طباشیر جو ساری دنیا کے ملکوں کو بھیجا جاتا ہے اسی بانس سے نکلتا ہے، عمدہ طباشیر جس کے ایک مثقال ( ) کی قیمت سو مثقال سونا یا اس سے بھی زیادہ اٹھتی ہے، وہ بانس کے اندر سے نکلتا ہے۔ جب اس کو چھیلا جاتا ہے، اس قسم کا طباشیر بہت کمیاب ہے، بانس سے حاصل کیا ہوا طباشیر ہر ملک میں ہندی توتیا کے نام سے برآمد کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ ہندی توتیا ہوتا نہیں ہے، ہندی توتیا نورا نگ کا دھواں ہوتا ہے جو ہر سال تین چار پونڈ (من) اور حد پانچ پونڈ سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا اور اس کے ایک پونڈ (من) کی قیمت ڈھائی ہزار روپئے (پانچ ہزار درہم) سے پانچ ہزار روپئے (دس ہزار دینار) تک اٹھتی ہے۔

---

[1] قنبیل بروزن زنبیل ایک قسم کی مٹی جس کو آگ میں بھون کر کھانے سے معدہ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ برہان قاطع۔

[2] دیکھو فٹ نوٹ ۱ ۔ ۳ [3] معجم البلدان یاقوت، مصر، ذکر چین ۵/۴۱۶ ۔ ۴۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اترپردیش کا قنوج

ابوزید سیرافی[1] (نویں صدی کا ربع آخر)

ہندوستانیوں میں ایک طبقہ عابدوں اور علماء کا ہے جن کو برہمن کہتے ہیں، ایک طبقہ شعراء کا ہے جو شاہی دربار سے وابستہ ہوتے ہیں، ایک طبقہ جوتشیوں کا ہے، ایک فلاسفہ کا اور ایک کاہنوں، کوّوں نیز دوسرے پرندوں کی اُڑان سے فال لینے والوں کا، ملک میں جادوگر بھی پائے جاتے ہیں اور وہم و خیال کے کرشمے دکھانے والے بھی، یہ سارے طبقے خاص طور پر قنوج میں موجود ہیں۔

مقدسی[2] (دسویں صدی کا ربع آخر)

قنوج بڑا صدر مقام ہے، اس کی فصیل میں ایک قلعہ اور شہر ہے، فصیل کے باہر مزید آبادی (ربض) ہے، یہاں گوشت خوب ہوتا ہے اور ارزاں، پانی فراواں ہے، شہر کو ہر طرف سے باغ گھیرے ہوئے ہیں، کیلا ارزاں ہے، باشندے گورے ہیں اور خوش رو، پانی عمدہ ہے اور صحت بخش فراغ شہر ہے اور تجارت کی نفع بخش منڈی، عام طور پر چاول کھایا جاتا ہے، آٹے کی قلت ہے لیکن مسلمان زیادہ تر گیہوں کی روٹی کھاتے ہیں، دھوتی پہنی جاتی ہے، مکانات حقیر ہیں، آگ بہت لگتی ہے، گرمی سخت پڑتی ہے، شہر پہاڑ سے بارہ تیرہ میل دور ہے، جامع مسجد بیرونی آبادی (ربض) میں واقع ہے، دریا (کالی ندی) شہر (کے مغرب) سے ہوکر گذرتا ہے، شہر میں عالم، اکابر اور اعیان موجود ہیں۔ قنوج پر ہندوؤں کا غلبہ ہے لیکن مسلمانوں کے مفادات اور معاملات کی نگرانی ایک ممتاز مسلمان کے سپرد ہے، اسی طرح دیہند (اوھند اٹک) میں بھی مسلمانوں کا ایک مقدم ہوتا ہے۔

---

[1] سلسلۃ التواریخ ۲/۱۲۷۔

[2] احسن التقاسیم صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بصرہ سے گنگا کے دہانہ تک ساحلی راستہ

ابن خردادبہ[1] (نویں صدی کا ربع ثانی) :-

بصرہ سے جزیرہ خارک[2] تک لگ بھگ ایک سو ساٹھ میل (پچاس فرسخ) مسافت ہے، خارک کی لمبائی چوڑائی تقریباً تین تین میل (ایک فرسخ) ہے، یہاں زراعت ہوتی ہے اور انگور نیز کھجور پائی جاتی ہے، خارک سے جزیرہ لاوان (موجودہ شیخ شعیب) "تقریباً دو سو پچاس میل (اسی فرسخ) دور ہے، لاوان کا عرض و طول سات آٹھ میل (دو فرسخ) ہے، زراعت ہوتی ہے اور کھجور پائی جاتی ہے، لاوان سے جزیرہ ابرون[3] بائیس ۲۲ تئیس ۲۳ میل[4] (مشرق میں) واقع ہے، طول و عرض میں جزیرہ تقریباً تین تین میل (ایک فرسخ) ہے، یہاں بھی کھیتی باڑی ہوتی ہے اور نخلستان پائے جاتے ہیں۔

ابرون سے جزیرہ خین (مشرق میں) بائیس تئیس میل دور ہے، یہ جزیرہ غیر آباد ہے اور اس کا عرض و طول نصف نصف میل ہے۔ خین سے جزیرہ قیس (کیس) بائیس تئیس میل (مشرق میں) ہے، یہاں زراعت ہوتی ہے، کھجور نیز مویشی پائے جاتے ہیں، یہاں کے سمندر سے عمدہ موتی نکلتے ہیں۔ جزیرہ قیس (کیس) سے جزیرہ ابن کاوان[6] (موجودہ قشم) کا فاصلہ چھپن چھپن میل (اٹھارہ فرسخ) ہے، یہ جزیرہ عرض و طول میں دس گیارہ میل (تین فرسخ) ہے، یہاں کے باشندے اباضیہ فرقہ کے جنگجو خارجی ہیں، جزیرہ ابن کاوان (قشم) سے (جزیرہ) ہرمز بائیس تئیس میل (مشرق میں) ہے، ہرمز سے تارا[7] (تیز؟) سات دن کی مسافت ہے، تارا (تیز؟) پر فارس کی حد ختم ہوتی ہے اور سندھ کی حد شروع ہوتی ہے۔ تارا (تیز) سے دیبل آٹھ دن کی بحری مسافت ہے۔ دیبل سے سندھ ڈیلٹا کا فاصلہ تقریباً سات میل (ایک فرسخ) ہے سندھ دریا (مہران) سے اوکمن[8] (اوکمین) جہاں ہندوستان کی حد شروع ہوتی ہے چار دن کی

---

[1] المسالک والممالک ص ۶۱ - ۶۴ و ۲۴ [2] خارگ، بوشہر سے تیس میل شمال مغرب میں۔ ہوردیرالا ص ۱۴۰ [3] موجودہ جزیرہ ہندرابی، جزیرہ قیس کے مغرب میں۔ لے اسٹرینج ص ۲۶۱ [4] اس کا دوسرا نام لافت بھی ہے معجم البلدان ولسٹرنگ ص ۲۶۲/۴ [5] اس جزیرہ کا یاقوت اور دوسرے مستند جغرافیہ نویسوں نے ذکر نہیں کیا ہے، نہ موجودہ اٹلسوں میں اس کی نشاندہی (باقی ص ۳۱۱ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسافت ہے، اوکھمن کے پہاڑوں میں بانس پیدا ہوتا ہے اور وادیوں میں زراعت ہوتی ہے، یہاں کے باشندے بڑے سرکش ہیں، نافرمان اور ڈاکو، اوکھمن (اوکین) سے سات آٹھ میل (مشرق) میں میدکی بستیاں ہیں، مید سمندری ڈاکو ہیں، مید کے علاقہ سے کولی ناز ؟ (کولی) تک سات آٹھ میل فاصلہ ہے، کولی نار سے سَندان تک تقریبًا ساٹھ میل (اٹھارہ فرسخ) ہے۔ سندان میں ساگون اور بانس ہوتا ہے، سندان سے کبولان (ملی) پانچ دن کی بحری مسافت ہے، کبولان (ملی) میں سیاہ مرچ اور بانس پیدا ہوتا ہے، باخبر سمندری مسافر بتاتے ہیں کہ سیاہ مرچ کے ہر خوشہ پر بارش کے پانی سے حفاظت کے لیے ایک پتہ ہوتا ہے، جب بارش بند ہو جاتی ہے تو پتہ خوشہ سے ہٹ جاتا ہے اور جب ہوتی ہے تو پھر اس کو ڈھک لیتا ہے۔ کبولان سے بلین[۱] (خلیج منار بین) دو دن کی مسافت ہے، اور بلین سے بڑے سمندر (بحر ہند) تک بھی اسی قدر فاصلہ ہے، بلین سے سمندری شاہراہ کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں، ہندوستانی ساحل کے ساتھ جانے والے جہاز بلین سے دو دن کی مسافت طے کرکے مدوری تین (راباتن[۲]، رامیشورم کے قریب) پہنچتے ہیں، مدوری تین (راباتن) میں چاول کی کاشت ہوتی ہے۔ لنکا کو اسی جگہ سے اناج بھیجا جاتا ہے۔ مدوری تین (باتن) سے کانجی (سنجلی)[۳] اور کیشان کا فاصلہ (کارومنڈل ساحل پر) ایک دن کی مسافت ہے، کیشان میں بھی چاول پیدا ہوتا ہے، کیشان سے گوداوری گودا فریدہ کا ڈیلٹا دس میل (؟) ہے، یہاں سے کالنگا[۴] (کیلکان) تک لوا (؟)[۵] اور گنجم (کنجد)[۶]

حاشیہ نمبرہ بقیہ صلا :۔۔کی گئی ہے، محقق ڈی خوئے کی رائے میں تارا، تیزی کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو مکران کا مشہور جزیرہ اور بندرگاہ تھا۔ دیکھو ہودیوالا صلا دمقبول ص۱۲۷ [۶] جزیرہ تانہ کا ٹھیاواڑ کے شمالی مشرقی سرے پر۔ دیکھو نقشہ۔

حاشیہ صفحہ ہذا [۱] شاید بال BAWAL کی تصحیف ہو جو خلیج منار کے موجودہ بندرگاہ TUTICORIN کے قریب جنوب میں واقع تھا۔ یُول، جرنل ایشیاٹک سوسائٹی لندن جلد ۴ ص۳۴۴ [۲] قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ باتن، مدوری تین کی بگڑی ہوئی شکل ہے، اور مدوری تین جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے رامیشورم یعنی ہندوستان کے جنوبی سرے کے قریب ایک اہم بندرگاہ تھا جہاں سے ہندوستان کے لوگ لنکا کا سفر کرتے تھے [۳] تین کا نجی محققوں کی رائے میں کنچن یا کانچی کی تصحیف ہے، کانچی سے کانچی یا کنجی ورم مراد ہے جو دریائے پالر پر کرشنا ندی سے ڈھائی سو میل جنوب مشرق میں دروڑ Dravida ریاست کا (باقی ص۱۲ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دو دن کی مسافت ہے، گنجم میں گیہوں اور چاول کی کاشت ہوتی ہے، گنجم سے سمندر (چلکا جھیل[۵۱]) تقریباً پینتیس[۳۵] میل[۵۲] دور ہے، یہاں بھی چاول کی کاشت ہوتی ہے۔

میٹھے پانی میں پندرہ بیس دن کے دریائی سفر کے بعد آسام (کامرون[۵۳]) اور دوسرے علاقوں سے سمندر کو صندل لایا جاتا ہے۔ سمندر سے اوڑلیسہ (اوڑشین[۵۴]) تقریباً چالیس میل (؟) دور ہے۔ یہ ایک شاندار حکومت ہے جہاں ہاتھی، مویشی، بھینس اور ہر قسم کا استعمالی سامان پایا جاتا ہے، یہاں ایک بڑے راجہ کی حکومت ہے، اڑلیسہ سے چار دن کا بحری سفر کر کے ابینہ[۵۵] پہنچتے ہیں یہاں بھی ہاتھی پائے جاتے ہیں۔

بحرِ ہند اور اس کے جزیرے

ابن رُستہ[۵۶] (دسویں صدی کا ربع اوّل):-

سمندر سے باخبر لوگوں نے بحرِ ہند اور بحرِ فارس کی حد بندی کر دی ہے، ان کی رائے ہے کہ بحرِ فارس

حاشیہ نمبر ۴ بقیہ صفحہ ۱۔ پایۂ تخت تھا۔ دیکھو کننگھم صفحہ ۵۸۵۔ ۵۹۰۔ [۵۱] دریائے گوداوری سے متصل شمال مشرق کی ایک قدیم ریاست [۵۲] لوا • لول۔ شاید سری کاکول کی تصحیف ہے جو کالنگا کی قدیم راجدھانی کالنگا پٹم سے بیں میل جنوب مغرب میں واقع تھا۔ کننگھم صفحہ ۵۹۱۔ [۵۶] چلکا جھیل (اوڑیسہ کے) جنوب کی بندرگاہ۔

[۱] ماثر سکی صفحہ ۲۳ حاشیہ جغرافیہ [۱] جہاں تک ہمیں معلوم ہے ابن خرداذبہ عربی کا پہلا مصنف ہے جس نے ہندوستان کے مغربی اور مشرقی ساحل کے شہروں کا اپنی کتاب المسالک والممالک میں ذکر کیا ہے، بعد کے لکھنے والوں نے ابن خرداذبہ کی محض نقالی کی ہے اور بغیر تحقیق و بحث کے اس کے ذکر کردہ مقامات کو نقل کر دیا ہے۔ ابن خرداذبہ نے مغربی ساحل کے چار بندرگاہوں کے نام لیے ہیں، ان میں دو (سندان اور کولم) کا یقینی طور پر اور دو (داتکین اور کوبلی) کا نیم یقینی تشخص ہو گیا ہے، مصنف نے جنوبی اور مشرقی ساحل کے دس شہروں کے نام لیے ہیں جہاں سے تجارتی جہاز گذرتے تھے۔ لیکن ان میں سے نصف کے سوا کسی شہر کا محققوں کی کوشش کے باوجود صحیح تعین نہیں ہو سکا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو ان کے اصلی نام عربی میں مسخ ہو گئے ہیں اور دوسرے ان کے باہمی فاصلوں کی (زبانی صفحہ ۱۰۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی حد مغرب میں خلیج بصرہ سے شروع ہو کر مشرق میں جزیرۂ تیز مکران تک وسیع ہے، تیز سے سندھ کی قلمرو کا آغاز ہوتا ہے۔ مغرب میں بحرِ فارس کی حد خلیج بصرہ سے شروع ہو کر (جنوب میں) خلیج عدن تک جاتی ہے ......

بحرِ ہند کی (شمال) مغربی[1] حد تیز مکران سے شروع ہو کر (مشرق میں) چین تک چلی جاتی ہے اور (جنوب) مغرب میں خلیج عدن سے شروع ہو کر (مشرق میں) جاوہ (زانج) تک وسیع ہے۔

سمندری حالات سے باخبر علما کی رائے ہے کہ حقیقت میں بحرِ ہند اور بحرِ فارس ایک ہی سمندر کے دو حصے ہیں لیکن ان کا مزاج اور حال ایک دوسرے سے مختلف ہے، وہ اس طرح کہ فارس میں جب طلاطم کے باعث جہاز رانی دشوار ہو جاتی ہے اس وقت بحرِ ہند میں سکون ہوتا ہے اور جہازی سفر آسان اور پُر عافیت رہتا ہے اور جس وقت بحرِ ہند میں طغیانی ہوتی ہے اور سمندر پر سیاہ بادل اُمنڈ آتے ہیں جس کے سبب جہاز رانی دشوار ہو جاتی ہے اس وقت بحرِ فارس نسبتہً پُر سکون ہوتا ہے، بحرِ فارس میں ہیجان اور جہاز رانی کی مشکلات کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب سورج برج سُنبلہ (آخر گرما) میں داخل ہوتا ہے۔ اور استوائے خریفی (وسط ستمبر) کا وقت قریب آتا ہے، اس زمانہ میں برابر طغیانی بڑھتی رہتی ہے، سمندر میں اونچی اونچی موجیں تیزی اور تندی کے ساتھ اُٹھتی ہیں اور جہاز رانی مشکل ہو جاتی ہے، یہ حالت اس وقت تک جاری رہتی ہے جب سورج برج حُوت (آخر سرما) میں داخل ہوتا ہے۔ بحرِ فارس میں سب سے زیادہ طلاطم خریف کے آخری ایام (ستمبر۔ اکتوبر) میں ہوتا ہے جب سورج برج قوس (آخر خریف) میں ہوتا ہے،

---

[1] حاشیہ صلا۔ صحیح حد بندی نہیں کی گئی ہے۔ ابن خرداذبہ نے ان مقامات کا خود سفر نہیں کیا تھا بلکہ مسافروں سے دریافت کر کے نام اور فاصلے دیے تھے، مسافروں کے پاس فاصلوں کا کوئی تحقیقی ریکارڈ نہیں تھا بلکہ وہ یادداشت اور اندازہ پر مبنی تھے۔ محققوں کی دقت خاص طور سے مبینہ فاصلوں سے پیدا ہوتی ہے، متعدد شہروں کی تعیین کسی حد تک اطمینان بخش ہو گیا ہے لیکن اُن کے باہمی فاصلے ابن خرداذبہ نے اتنے کم لکھے ہیں کہ وہ معین کردہ مقامات پر پورے نہیں اترتے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ فاصلوں کی تحدید و تقدیر میں راہ نُمودوں سے یقیناً سہو ہوا ہے۔
(باقی صلا پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ماہ مارچ میں) جب استوائے ربیعی کا وقت قریب آتا ہے تو بحرِ فارس کا ہیجان کم ہو جاتا ہے اور جہازرانی آسان ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت اس وقت تک رہتی ہے جب سورج برج سنبلہ (آخر گرما) میں داخل ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ بحری سکون اور جہازرانی کے لیے مساعد وقت موسمِ بہار کا آخر (اپریل) ہے جب سورج برج جوزا (آخر موسمِ بہار) میں ہوتا ہے۔

بحرِ ہند کا حال یہ ہے کہ جب سورج برج سنبلہ (آخر گرما) میں آتا ہے تو سمندر کی تاریکی اور طغیانی کم ہو جاتی ہے اور جہازوں کی آمد و رفت آسان ہو جاتی ہے، یہ حالت اس وقت تک جاری رہتی ہے جب سورج برج قوس (آخر خریف) میں ہوتا ہے۔

دونوں سمندروں میں ایک دوسرا فرق یہ ہے کہ بحرِ فارس میں سال کے ہر حصہ میں جہازوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے لیکن بحرِ ہند میں موجوں کے بڑھے ہوئے طلاطم، تاریکی اور بارش طوفانوں کے زمانہ میں جہازرانی بند ہو جاتی ہے۔

ہندوؤں کا خیال ہے کہ بصرہ سے چین تک سات سمندر ہیں اور ہر سمندر کی الگ الگ علامتیں ہیں، اُن کی رائے میں ان سات سمندروں میں سے ہر ایک کی ہوا اس کے پانی کا رنگ اور مزہ مختلف ہوتا ہے، اس میں ایک دوسرے سے مختلف جانور پائے جاتے ہیں اور ہر سمندر کا مد و جزر الگ الگ ہوتا ہے۔ اور بعض[1] کا مد واضح اور نمایاں ہوتا ہے اور بعض کا ہلکا اور دبا ہوا۔

سلیمان تاجر[2] (نویں صدی کا ربع ثالث) :-

.... تیسرا سمندر بحرِ بنگال (ہرکند[3]) ہے، اس کے اور مشرقی بحرِ عرب (لاردی[4]) کے درمیان

حاشیہ بقیہ صفحہ ۳[3] کا مرد پ کی تصحیف [4] مانارسکی ص ۲۴ [5] بظاہر گنگا کے دہانہ کا کوئی بندرگاہ معلوم ہوتا ہے۔ [6] الاعلاق النفیسہ ص ۸۶ و ۸۷ و ۸۹۔ حاشیہ ص ۱۵ : [1] متن میں: فان علمۃ ... المشرق ہے جو بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ حاشیہ صفحہ ہٰذا۔ [1] متن میں ہے: وان لکل واحد منہا مدا وجزرا الا ان بعضہا اظہر من الخ۔ یہاں الا بے محل معلوم ہوتا ہے، ہماری رائے میں اس کی جگہ و ہونا چاہیے۔ [2] سلسلۃ التواریخ ۱/ ۲۲۰.۵ [3] لفظ ہرکند ... بگاڑی ہوئی شکل ہے جس کا اطلاق مشرقی بحرِ بنگال پر ہوتا تھا۔ مانارسکی ص ۲۴۔ [4] متن میں دال کیساتھ ... ہے لیکن عرب جغرافیہ نویس زیادہ تر لاردی لکھتے ہیں اور اس سے مغربی بحرِ عرب مراد لیتے ہیں [5] ان جزیروں کی ... ہیں ان جزیروں سے مراد ہیں جن کو عرب ودیجات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت سے جزیرے[1] ہیں، باخبر لوگوں کا بیان ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار نو سو ہے۔ اِن جزیروں پر ایک عورت کا راج ہے، جزیروں کے کنارے پر عمدہ قسم کا عنبر سمندر سے آکر جمع ہو جاتا ہے، عنبر پودہ یا اس سے ملتی جُلتی مخلوق ہے، عنبر کا پودا سمندر کی تہ میں اُگتا ہے، جب سمندر میں طغیانی بڑھتی ہے تو وہ اِن عنبری پودوں کو تہ سے اُکھاڑ کر سانپ کی چھتری کی شکل میں سطح کی طرف پھینک دیتا ہے، اِن جزیروں میں ناریل کی بہتات ہے۔ جزیروں کا باہمی فاصلہ چھ سات (دو فرسخ) دس گیارہ (تین فرسخ) اور تیرہ چودہ میل (چار فرسخ) ہے، سارے جزیرے آباد ہیں، کوڑی باشندوں کی دولت ہے یہاں کی حکومت خزانہ میں کوڑیاں جمع کر لیتی ہے، زندہ کوڑیاں پانی کی سطح پر آجاتی ہیں، ناریل کی ٹہنی پانی میں ڈال دی جاتی ہے اور کوڑیاں اس پر چمٹ جاتی ہیں، مقامی باشندے کوڑی کو کوبج (کبنج) کہتے ہیں۔

باخبر لوگ بتاتے ہیں کہ اِن جزیروں کے باشندے بے مثال کاریگر اور دستکار ہیں، ان کی مہارت کا یہ حال ہے کہ وہ پوری قمیص مع آستینوں، کلیوں اور گریبان کے بُن کر تیار کر لیتے ہیں، کشتیاں اور مکان بنا لیتے ہیں بلکہ اپنے سارے ہی کام سلیقہ اور مہارت سے انجام دیتے ہیں۔ اِن جزیروں کو دیبجات (؟) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مسعودی[2] (دسویں صدی کا ربع ثانی) :-

تیسرے سمندر یعنی ـــــ بحر بنگال (ہرکند) اور دوسرے سمندر یعنی مشرقی بحر عرب (لاروی) کے درمیان جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں، بہت سے جزیرے ہیں جو ان سمندروں کے مابین آبادیوں کی حیثیت رکھتے ہیں، اِن کی تعداد دو ہزار اور صحیح تر قول کے بموجب اُنیس سو ہے اور یہ سارے کے سارے جزیرے آباد ہیں، جزیروں کی حاکم ایک عورت ہے، قدیم زمانہ سے یہاں کا

---

[1] اِن جزیروں سے لکادیپ اور مالدیپ جزیرے مراد ہیں جن کو عرب دیبجات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

[2] مروج الذھب ۱/۲۱۶ - ۲۱۸ - دیبجات کے بارے میں مسعودی اور سلیمان تاجر کے بیانات میں گہری مماثلت ہے اور ہماری رائے میں مسعودی نے سلیمان تاجر کی سلسلۃ التواریخ سے خوشہ چینی کی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دستور رہا ہے کہ مرد کی بجائے عورت حکومت کرتی ہے (جنوبی عرب اور مشرقی افریقہ کے ساحل کے علاوہ) ان جزیروں میں بھی عنبر پایا جاتا ہے جس کو سمندر اپنی تہ سے نکال کر سطح پر پھینک دیتا ہے اور ان جزیروں کے سمندر میں تو عنبر چٹانوں کے ٹکڑوں کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ مجھ سے سیراف، عمان اور دوسرے بحری مرکزوں کے ایک سے زیادہ سیرانی اور عمانی کپتانوں نے جو ان جزیروں میں آتے جاتے رہتے تھے، بیان کیا کہ عنبر مشرقی بحرِ عرب (لاردی) کی تہ میں پیدا ہوتا ہے اور شکل و صورت میں سانپ کی چھتری (فطر) کے سفید کالے اقسام سے مشابہ[1] ہوتا ہے۔ جب سمندر میں طغیانی بڑھتی ہے تو وہ اپنی تہ سے چٹانیں اور پتھر اور عنبر سطح پر لا پھینکتا ہے۔ ان جزیروں کے لوگ اتحاد و اتفاق سے رہتے ہیں، ان کی تعداد شمار سے باہر ہے، اسی طرح ان کی رانی کا لشکر بھی۔ (دیبجات جزیرے) ایک دوسرے سے تقریباً میل، تین میل، چھ سات میل اور نو دس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں، یہاں ناریل ہوتا ہے، کھجور نہیں ہوتی ....

سمندری جزائر میں ہر قسم کی دستکاری نیز کپڑے اور آلات وغیرہ کی صنعتوں میں یہاں کے باشندوں سے زیادہ ماہر کاریگر نہیں پائے جاتے۔ کوڑیاں رانی کے خزانے کی دولت ہیں۔ کوڑی ایک قسم کی جاندار مخلوق ہے، جب رانی کا خزانہ کم ہو جاتا ہے تو وہ ناریل کی شاخیں مع پتوں کے کاٹ کر سمندر میں ڈالنے کا حکم دیتی ہے، شاخوں پر اس جاندار مخلوق کے دل لپٹ جاتے ہیں۔ شاخیں جمع کر لی جاتی ہیں اور ان کو ساحل کے ریت پر ڈال دیا جاتا ہے۔ دھوپ کی گرمی سے کوڑی کے اندر کی جاندار مخلوق جل بھن جاتی ہے اور کوڑی اندر سے خالی ہو جاتی ہے، اب اس کو رانی کے خزانوں میں بھر دیا جاتا ہے۔ یہ سارے جزیرے دیبجات کہلاتے ہیں۔

اِدریسی (تیرھویں صدی کا ربع اوّل):

نقشہ پر دکھائے ہوئے جزیروں میں سے جزائر دیبجات ہیں جن کا ہم اس فصل میں ذکر کریں گے، یہ ایک دوسرے سے قریب واقع ہیں اور ان کی تعداد شمار سے باہر ہے، ان میں سے اکثر غیر آباد

[1] متن میں۔ والمعاریذ و ثیا تا دبر۔ یہ تین بگڑے ہوئے لفظ ہیں جن کا ہم ادراک نہیں کر سکے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں اور ان میں سب سے بڑے جزیرے کا نام انبر یہ (؟) ہے - یہ خوب آباد ہے اور اس کے آس پاس کے جزیروں میں بھی انسانی بود و باش ہے۔ جزیرہ قمر[1] (MALAYA) دیبجات سے متصل ہے۔

ان سارے جزیروں کا ایک سردار جو اُن کو متحد رکھتا ہے، دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتا ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے متعلقہ جزائر کے رئیسوں سے صلح و امن کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی رانی رعایا کے مقدموں کی سماعت کرتی ہے، اُن سے ہمکلام ہوتی ہے اور پردہ نہیں کرتی، اس کا شوہر اُس کے پاس موجود رہتا ہے لیکن اس کے کسی حکم یا فیصلہ میں مداخلت نہیں کرتا، دیبجات میں ہمیشہ عورتیں حکومت کرتی ہیں، یہاں کی یہ پرانی رسم ہے، رانی کا نام دہرہ (؟) ہے، وہ زرد وزر لباس پہنتی ہے، اس کا تاج سونے کا ہے جس میں مختلف قسم کے یاقوت اور قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں، وہ سونے کے جوتے پہنتی ہے، اُس کے سوا اُن جزیروں میں کوئی جوتا نہیں پہنتا۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کسی نے جوتا پہنا ہے تو اس کے پیر کاٹ دئے جاتے ہیں۔

رانی مذہبی تقریبوں اور تہواروں کے موقعوں پر سوار ہو کر محل سے نکلتی ہے، پورے شاہی ساز و سامان کے ساتھ، اس کے پیچھے کنیزیں ہوتی ہیں، ہاتھی جھنڈے اور بگل بھی۔ اس کا شوہر اور سارے وزیر ذرا دور عقب میں ہوتے ہیں۔ رانی مقررہ مدوں سے ٹیکس وصول کرتی ہے اور ملک کے ناداروں میں خود کھڑے ہو کر تقسیم کراتی ہے، رعایا اس کی گذرگاہ پر مختلف قسم کے ریشمی پرچم لٹکاتی ہے اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا رانی کی ہیئت شان دار ہوتی ہے، جزیرہ آنبر (؟) رانی اور اس کے راجہ کا پایۂ تخت ہے۔

دیبجات کے باشندوں کا سامانِ تجارت ذَبل ہے۔ ذَبل رکچھوے سے مشابہ ایک سمندری

---

[1] یہاں ادریسی نے سنگین غلطی کی ہے، وہ ایک طرف جزیرۂ قمر کو جس سے جزیرہ مڈگاسکر مراد ہے ملایا قرار دیتا ہے اور دوسری طرف دیبجات (جزائر مالدیپ) کو جن کا فاصلہ ملایا سے پندرہ سو میل سے بھی زیادہ ہے، اس سے متصل بتاتا ہے۔ ادریسی کے نقشہ میں بھی جو جغرافیائی اغلاط سے پر ہے دیبجات جزیرے ملایا سے ملحق دکھائے گئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جانور کی پیٹھ ہوتی ہے، یہ جانور ساحل پر انڈے دیتا ہے اور ساحلی ریت میں انڈے چھپا کر چلا جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت تک غائب رہتا ہے، پھر الہام خداوندی سے اُس دن آتا ہے جب انڈے پھٹتے ہیں۔ مُرغی اور پرندوں کے برخلاف اُس کے انڈوں میں چھلکا نہیں ہوتا، وہ انڈے کی زردی کے ہم رنگ ہوتے ہیں، انڈوں سے گاہک اس جانور کا پیچھا کرتے ہیں، اس کی اور کچھوے کی بناوٹ ایک سی ہے، اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوتا ہے، میں نے سرزمین عیذاب[1] میں کئی بار اس کا گوشت کھایا ہے۔ انڈے بھی کھائے ہیں، بحر قلزم کے ساحل پر اس کا شکار کیا جاتا ہے اور بجہ[2] قوم کے لوگ اس کی پُشت کے کڑے اور انگوٹھیاں بنا کر اپنی عورتوں کو پہناتے ہیں اور اس زیور پر فخر کرتے ہیں۔ میں نے عیذاب میں اس کے انڈے ناپ کیے ہوئے دیکھے ہیں۔ ذَبل بڑی کچھوے کے جسم پر بھی ہوتی ہے اور اس کے سات قطعے ہوتے ہیں، کچھوؤں پر اس سے زیادہ تعداد میں نہیں ہوتے، چار قطعوں کا وزن دو سو ساٹھ درہم والے پونڈ (من) کے برابر ہوتا ہے، دو قطعوں کا زیادہ سے زیادہ وزن ایک پونڈ (من) کے مساوی ہوتا ہے۔ ذَبل سے زیورات اور کنگھیاں بنائی جاتی ہیں، اس میں گوناگوں رنگ ہوتے ہیں اور سطح صاف اور چکنی ہوتی ہے۔

دیبجات کی عورتیں ننگے سر رہتی ہیں، ان کے بال گندھے ہوتے ہیں، ایک عورت کے سر میں دس یا اس کے لگ بھگ کنگھیاں اُڑسی ہوتی ہیں، یہ کنگھیاں ان کا زیور ہیں اور ان جزیروں کی ساری عورتیں اسی ہیئت سے باہر نکلتی ہیں۔ باشندے پارسی مذہب ہیں، ان کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔

دیبجات جزیرے آباد ہیں، یہاں ناریل اور گنّے کی کاشت ہوتی ہے، لین دین اور تجارت کا ذریعہ کوڑی ہے، ایک جزیرہ سے دوسرے کا فاصلہ چھ میل یا اس کے لگ بھگ ہے۔ ان کا حاکم خزانہ میں کوڑیاں جمع کر لیتا ہے اور کوڑی ہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

باشندے بڑے ماہر دستکار ہیں مثلاً وہ مع آستینوں، کلیوں اور گریبان کے قمیص بن لیتے ہیں،

---

[1] بفتح العین، جدّہ کے بالمقابل مغربی بحرِ قلزم پر جنوبی مصر کا ایک مشہور تجارتی بندرگاہ۔ [2] مشرقی سوڈان کی ایک قوم، بجہ کا صحیح املا بجاہ ہے بالفتح والمد و فی الآخر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکڑی کے چھوٹے چھوٹے تختوں سے کشتیاں بنا لیتے ہیں، عمدہ مکان اور ہر قسم کی مستحکم عمارتیں سخت اور بھاری پتھروں سے تعمیر کر لیتے ہیں، اس کے علاوہ ایسے مکان بھی بنا لیتے ہیں جو پانی پر تیرتے ہیں اور کبھی بلند ہمتی اور شان دکھانے کے لیے مکانوں میں عود کی خوشبودار (اور گراں) لکڑی لگاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کوڑیاں جن کو حاکم جمع کر کے خزانہ میں بھر لیتا ہے پانی کی سطح پر زندہ نمودار ہوتی ہیں، لوگ ناریل کی ٹہنیاں پانی میں ڈال دیتے ہیں اور یہ کوڑیاں جو جاندار مخلوق ہیں اُن پر چمٹ جاتی ہیں، یہاں کوڑی کو کونج (کنج) کہتے ہیں۔ دیبجات کے بعض جزیروں سے ناریلوں سے ملتا جلتا ایک سیال مادہ نکلتا ہے جو سمندر میں مچھلیوں کو جلا دیتا ہے اور ان کی لاشیں سطح سمندر پر تیرنے لگتی ہیں۔

لنکا (سرندیپ)

ابن خُردادبہ[۱] (نویں صدی کا ربع ثانی)

.... لنکا طول میں لگ بھگ دو سو ستر میل (اسی فرسخ) اور عرض میں بھی اسی قدر ہے۔[۲]

یہاں وہ پہاڑ[۳] ہے جس پر آدم علیہ السلام آسمان سے اُترے تھے، یہ اتنا اونچا ہے کہ بحری مسافروں کو کئی دن کی مسافت سے نظر آجاتا ہے، ہندوستان کے عبادت گذار طبقہ برہمنوں کی رائے ہے کہ اس پہاڑ پر آدم علیہ السلام[۴] کا نقشِ پا ایک پتھر پر دھنسا ہوا ہے اور اس کی لمبائی تقریباً ایک سو پانچ فٹ (ستر ذراع) ہے اور اس پہاڑ پر ہمیشہ بجلی کی طرح روشنی کوندتی رہتی ہے[۵] نیز یہ کہ آدم نے دوسرا

---

[۱] المسالک والممالک ص۶۴ [۲] صحیح لمبائی ۲۷۱ ½ میل اور چوڑائی ۱۳۷ ½ میل ہے۔ دیکھو کننگھم ص۶۳۹ [۳] یعنی Adam's Peak [۴] برہمنوں کی رائے میں نقش پا آدم کا نہیں بلکہ شیو کا تھا، بدھ مت کے پیرو اس کو مہاتما بدھ کا نقشِ قدم بتاتے ہیں، عیسائی اپنی کسی مقدس ہستی کا۔ مقبول ص۱۰۸-۱۰۹ [۵] یہ روشنی نہ تو آسمان کی بجلی تھی، نہ کوئی معجزہ یا کرامات بلکہ جیسا کہ بیرونی نے تصریح کی ہے معمولی آگ تھی جو جہازوں کی رہنمائی کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر ہر وقت مشتعل رکھی جاتی تھی۔ مقبول ص۱۰۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قدم سمندر میں رکھا تھا اور وہ سمندر میں دو یا تین دن کی مسافت کے بقدر دور تھا۔ اس پہاڑ پر اور اس کے آس پاس ہر رنگ کے یاقوت پائے جاتے ہیں اور ہر قسم کے دوسرے ملتے جلتے پتھر۔ پہاڑ کی وادی میں الماس اور پہاڑ کے اوپر صندل، سیاہ مرچ، عطر، مصالحے، مشکی ہرن اور زبادبلی[1] پائی جاتی ہے۔ لنکا میں ناریل بھی ہوتا ہے اور اس کی زمین سنباذج نامی پتھر سے بنی ہے جس سے جواہرات صاف کئے جاتے ہیں، لنکا کے دریاؤں میں بلور ہوتا ہے اور گرد و پیش کے سمندر سے موتی نکالے جاتے ہیں۔

سلیمان[2] تاجر (نویں صدی کا ربع ثالث) :-

دیجیات کے آخر میں لنکا کا جزیرہ ہے جو بحر ہرکند (ہرکنہ) میں واقع ہے، یہ دیجیات کے سارے جزیروں سے بڑا ہے۔ لنکا کے سمندر سے موتی نکالے جاتے ہیں، (جنوب مغربی) لنکا میں ایک پہاڑ ہے جس کو رہون کہتے ہیں، اس پر آسمان سے آدم علیہ السلام اترے تھے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ان کا نقش پا پتھر میں دھنسا ہوا۔ اب تک موجود ہے، لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے دوسرا پیر سمندر میں رکھا تھا، ان کے اس قدم کی لمبائی جس کا نشان پہاڑ پر ہے لگ بھگ ایک سو پانچ فٹ، (ستر ذراع ہے)، اس پہاڑ کے گرد لال، پیلے اور آسمانی یاقوت کی کانیں ہیں، لنکا میں دو راجہ حکومت کرتے ہیں، یہ ایک لمبا چوڑا جزیرہ ہے، یہاں صندل، سونا اور جواہرات پائے جاتے ہیں، اس کے سمندر سے موتی اور سنکھ (شنک) نکالے جاتے ہیں، سنکھ ایک طرح کا بگل ہے جس میں پھونکنے سے آواز نکلتی ہے اور جس کو لوگ جمع کرتے ہیں۔

ابوزید سیرافی[3] (نویں صدی کا ربع آخر) :

لال، پیلا اور نیلا قیمتی پتھر لنکا کے ایک پہاڑ سے نکلتا ہے، قیمتی پتھر زیادہ تر مد کے ایام میں حاصل ہوتے ہیں، مد کا پانی پہاڑ کے غاروں، گڑھوں اور آبی راستوں سے ان کو باہر نکال لاتا ہے،

---

[1] [illegible] کے جسم سے ایک خوشبودار مادہ نکالا جاتا تھا جس کی مہک مشک سے زیادہ دلکش ہوتی تھی۔

قاطع و تاج العروس۔ [2] سلسلۃ التواریخ ۱/۵-۷۔ [3] ایضاً ۲/۱۲۲-۱۲۵

© rasailojaraid.com